ضیائے حرم
ماہنامہ لاہور
تحریک
ختمِ نبوّت
نمبر
انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
گنبدِ خضرا کے فیضِ نور سے کفر و باطل کے اندھیرے چھٹ گئے
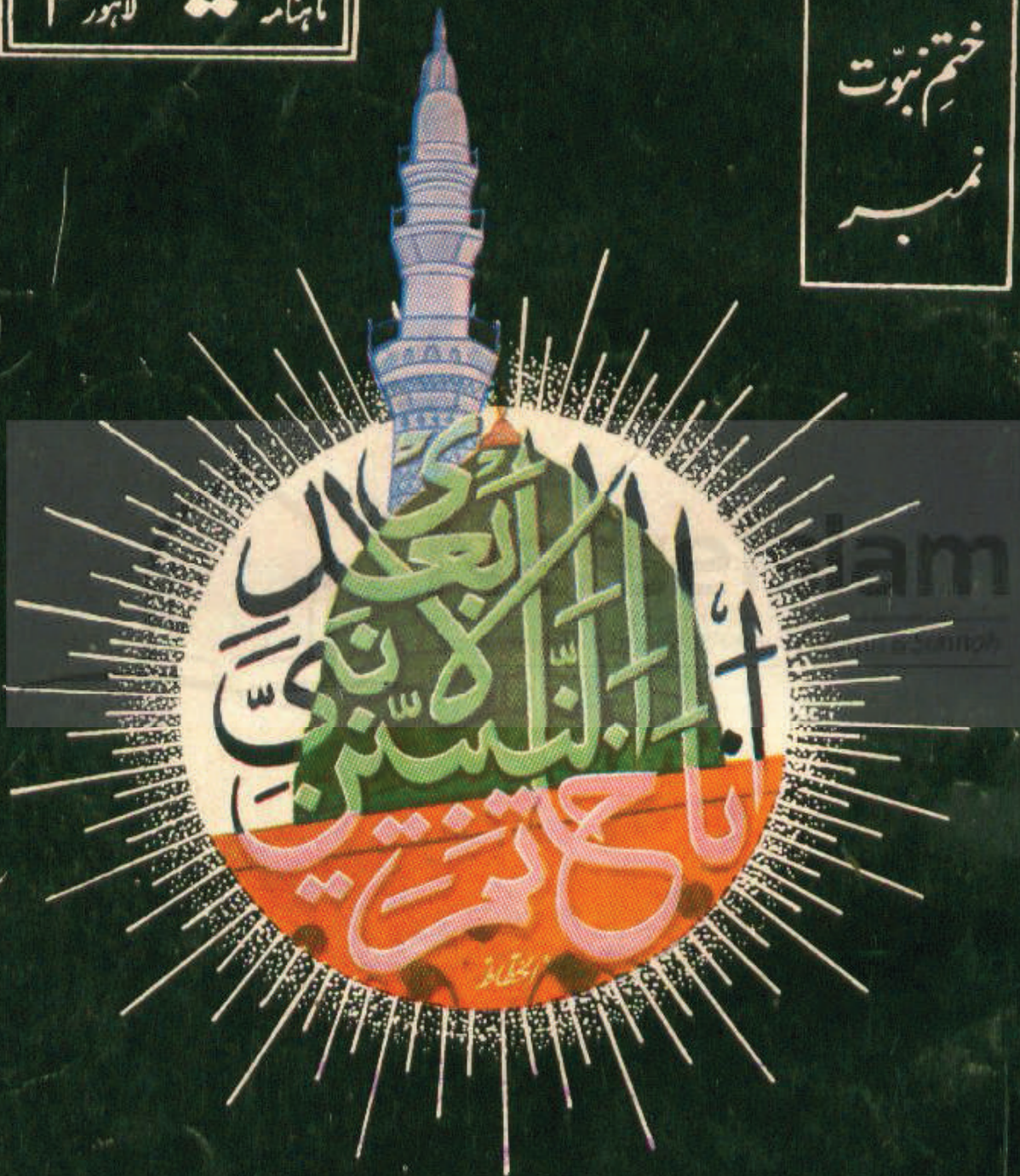
ماہنامہ
ضیائے حرم
لاہور
جلد ۵
شمارہ ۳
قیمت ۵۰-۲
سالانہ ۱۰ روپے
دسمبر ۱۹۷۴ء
ذیقعد ۹۴ھ
تحریکِ ختمِ نبوّت نمبر
مدیرِ اعلیٰ:- پیر محمد کرم شاہ ایم اے آنرز (الازہر)
سجادہ نشین بھیرہ شریف
مدیر معاون
ابوزاہد نظامی
بیرونی ممالک سے بذریعہ ہوائی ڈاک
سعودی عرب فی پرچہ ۱½ ریال سالانہ ۱۲ ریال قطر ۱½ ریال سالانہ ۱۵ ریال
کویت ۱۰۰ فلس سالانہ ۱۰۰۰ فلس دبئی ۱½ ریال سالانہ ۱۲ ریال
انگلستان ۲۰ نئے پنس
ناظمانِ اشاعت
ایم غلام مرتضےٰ، محمد سعید اسعد
تزئین:- اقبال اختر
انگلستان آفس:- صوفی محمد اکرم، ۴۰ اگرین سٹریٹ ہائی وکمب انگلینڈ
دفاتر:-
کاشانۂ نظامی رضوی سٹریٹ فلیمنگ روڈ، لاہور
دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ پنجاب کالونی کراچی ○ شاہ امیر ٹریڈرز کوٹلی بہرام سیالکوٹ ۳ فون:- ۳۵۱۴
خط وکتابت اور ترسیل زر کا پتہ
مینجر:- ضیائے حرم بھیرہ شریف ضلع سرگودھا
فون: ۱۴ (میانی)

اس شمارے میں

اداریہ

انٹرویو

قومی اسمبلی میں

اسوۂ صدیقی

صوفیہ عظام کی خدمات

علمائے کرام کی خدمات

مشاہیرِ اسلام کی خدمات

جمعیت علمائے پاکستان

نوجوانانِ اسلام

جادۂ ہدایت

پیر محمد کرم شاہ ، ایم اے (الازہر) نے نثار آرٹ پریس لاہور سے باہتمام
شیخ علی حسین چھپوا کر دفتر ضیائے حرم بھیرہ (ضلع سرگودھا)
سے شائع کیا ۔

انٹرویو : ابُوزاہد نظامی

مولانا شاہ احمد نورانی

کی تحریک ختم نبوت شروع ہُوئی تو میں اُس وقت سکول میں پڑھتا تھا، شاید نویں یا دسویں میں۔ مجھے یاد ہے تحریک شروع ہونے کے بعد میرا دھیان کتابوں کے بجائے تحریک کی طرف ہوگیا تھا۔ اُن دنوں مسجد وزیر خاں اور دہلی دروازے کے باہر میدان میں تقریباً ہر روز جلسے ہوتے تھے۔ اکابر دھواں دھار تقریریں کرتے اور بعد میں زور شور سے جلوس نکالے جاتے۔ ان جلسے جلوسوں میں شرکت میرا معمول بن گیا تھا۔ لاہور کے علاوہ دوسرے شہروں میں بھی تحریک زوروں پر تھی۔ اخبارات سے معلوم ہوتا تھا جیسے پُورا ملک مرزائیوں کو اقلیت قرار دلانے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی کا نام پہلے پہل میں نے اُسی زمانے میں سُنا۔ وہ کراچی میں تحریک کے لیے بڑی سرگرمی سے کام کر رہے تھے۔ پھر بعد میں جب منیر رپورٹ شائع ہُوئی تو اس میں بھی اُن کا نام نظر سے گزرا۔

اس کے بعد ایک عرصہ گزر گیا۔ نورانی میاں کا نام کبھی سُننے میں نہ آیا۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات سے کچھ عرصہ قبل وہ اچانک ایک بار پھر اخبارات کے ذریعے سامنے آئے اور الیکشن کے بعد تو دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف چھا گئے۔ ۱۹۵۴ء سے ۱۹۶۸ء تک وہ کہاں رہے؟ میرے اس سوال کے جواب میں نورانی میاں نے بتایا کہ اس دوران میں وہ تبلیغی مشن کے سلسلے میں مُلک سے باہر رہے ہیں۔ یورپ، امریکہ اور افریقہ وغیرہ کے ملکوں میں شاید ہی کوئی مقام ایسا ہوگا جہاں وہ نہ پہنچے ہوں اور اسلام کی دعوت نہ پہنچائی ہو۔ بعض مقامات پر قادیانیوں سے اُن کی مڈبھیڑ بھی ہُوئی۔ مثلاً نیروبی۔ دارالسلام، مارشیس اور لاطینی امریکہ میں سرینام۔ برٹش۔ گیانا اور ٹرینی ڈاڈ میں انہوں نے بڑے کامیاب مناظرے کیے اور وہاں مرزائیوں کا ناطقہ بند کر دیا۔ ان مناظروں کے نتیجے میں تقریباً چھ سو سے زیادہ مرزائیوں نے توبہ کی اور از سرِ نو حلقۂ اسلام میں داخل ہُوئے۔

اس دوران میں انہوں نے قادیانیت سے متعلق انگریزی زبان میں ایک ضخیم کتاب بھی لکھی جس میں ایک سو سے زیادہ آیات قرآنی اور تین سو سے زیادہ احادیث

تجربات سے ہم نے اس دفعہ فائدہ اٹھایا اور پوری کوشش کی کہ تحریک کسی موڑ پر بھی تشدّد سے ہم کنار نہ ہو۔ ہر چند اس میں کچھ لوگ ایسے گھس آئے تھے جو تحریک کو تشدّد کا رنگ دینا چاہتے تھے، مگر ہم نے انہیں کامیاب نہیں ہونے دیا۔ اصل میں ہم نے شروع ہی میں یہ طے کر لیا تھا کہ تحریک کو منظم طریقے پر چلائیں گے اور تشدّد پسندوں کے ہاتھوں میں تحریک کی باگ ڈور نہ دیں گے۔ بعض لوگوں نے اس تحریک سے سیاسی فوائد بھی حاصل کرنے چاہے جو انتہائی گھٹیا بات تھی۔ ہم نے عقیدۂ ختمِ نبوّت کو ہمیشہ اپنے دین، ایمان اور نجات کا مسئلہ سمجھا۔ میں نے بھٹو صاحب کو صاف کہہ دیا تھا کہ اس مسئلے میں سیاسی فوائد کے پہلوؤں پر مت سوچیں۔ یہ خالص دینی مسئلہ ہے، اسے خالص دینی جذبے ہی سے حل کرنا چاہیے۔"

گفتگو کی کڑیاں ۱۹۷۴ء کی تحریک سے ملنے لگیں تھیں۔ میں نے پوچھا: "یہ بتائیے کہ ۲۵ مئی کو ربوہ ریلوے اسٹیشن پر جو حادثہ ہوا تھا، اُسے سُن کر آپ کے تاثرات کیا تھے؟"

"میرے تاثرات!" نورانی میاں بولے: "یہی تھے کہ مرزائیوں نے مسلمانوں کو چیلنج کیا ہے۔ وہ مسلمانوں کو آزمانا چاہتے ہیں کہ ان کی غیرت و حمیّت مر چکی ہے یا بیدار ہے۔"

عرض کیا:

"اس واقعہ کے چند روز بعد جب وزیرِ اعظم بھٹو نے یہ تقریر کی تھی کہ قادیانیوں کا مسئلہ قومی اسمبلی کے ذریعے حل ہوگا، تو اس کے بعد اسمبلی کی سطح پر اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے آپ نے کیا اقدامات کیے؟"

فرمایا: "اس سال اپریل میں مَیں ورلڈ اسلامک مشن کانفرنس میں شرکت کے لیے لندن گیا۔ ان دنوں مکّہ معظّمہ میں رابطۂ عالمِ اسلامی کا اجلاس ہو رہا تھا۔ ورلڈ اسلامک مشن کانفرنس کی وجہ سے میں اس وقت مکّہ معظّمہ نہیں جا سکا۔ لندن سے فارغ ہو کر میں مکّہ معظّمہ حاضر ہوا۔ حاضری کا ایک بڑا مقصد یہی تھا کہ وہاں سے رابطۂ عالمِ اسلامی کی وہ قرارداد حاصل کر دوں جو انہوں نے قادیانیوں کے بارے میں متفقہ طور پر منظور کی تھی۔ مَیں ۲۶ مئی کو یہ قرارداد لے کر پاکستان پہنچا، تو قادیانیوں کا مسئلہ شروع ہو چکا تھا۔ ہم نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ رابطۂ عالمِ اسلامی کی قرارداد کی روشنی میں قومی اسمبلی کے لیے قرارداد مرتّب کی۔ جس میں حزبِ اختلاف کی تمام جماعتوں کا مشورہ شامل تھا۔ یہی قرارداد ہم نے ۳۰ جون کو اسمبلی میں پیش کی۔ جس پر ۳۷ ارکان کے دستخط تھے۔

دوسرا کام اسمبلی میں ہم نے یہ کیا کہ قادیانیت سے متعلق جس قدر لٹریچر بھی دستیاب ہو سکا وہ ہم نے اسمبلی کے ممبروں میں تقسیم کیا، اس کے علاوہ ہم نے ممبروں سے ذاتی رابطے بھی قائم کیے اور ختمِ نبوّت کے مسئلے پر انہیں آگاہ کیا۔"

"کیا اسمبلی میں ایسے لوگ بھی موجود تھے جو اُمّت کے اس متفقہ مسئلے کے بارے میں مداہنت سے کام لیتے ہوں؟"

"لیتے تھے، لیکن جن لوگوں کے بارے میں ہمیں یقین تھا کہ وہ قادیانی لابی سے متاثر ہیں یا ربوہ کے زیرِ اثر ہیں، اُن سے ہم نے رابطہ قائم نہیں کیا۔ کوشش یہی کی کہ جن کا تعلق مرزائیت سے نہیں ہے اُن کو ختمِ نبوّت کی اہمیت سمجھا دی جائے۔ قادیانی بھی اس دوران میں اپنا کام کرتے رہے۔ اور مسلمان ممبروں کے ذہن میں شکوک و شبہات پیدا کرتے رہے، چنانچہ ایک رُکنِ اسمبلی نے مجھ سے کہا کہ مرزا ناصر کہتا ہے کہ جب کوئی مسلمان فنا فی الرسول کے جذبے سے سرشار ہو کر مقامِ صدیقیت پر فائز ہو جاتا ہے، تو اس کے لیے نبوّت کی کھڑکی کھل جاتی ہے۔ مَیں نے یہ بات سن کر اس ممبر سے کہا کہ مرزا ناصر